Quarterly Research Journal of Arabic
ALOROOBA
ISSN (Print): 2710-5172
ISSN (Online): 2710-5180

Volume: 4 *Issue*: 2 (April – June 2023)
Alorooba Research Journal
ISSN (Print): 2710-5172 **ISSN (Online):** 2710-5180
HJRS: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1021427#journal_result
Issue URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/issue/view/11
Article URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/82

Title:

تفسیر انوار البیان اور تفسیر تبیان القرآن میں تحویلِ قبلہ سے متعلق واقعات اور مسائلِ سیرت کا تقابلی جائزہ

The Events and Problems Related to Qiblah in Tafsir Anwar al-Bayan and Tafsir Tabiyan al-Qur'an: A Comparative Analysis

Indexation: ISSN, DRJI, Euro Pub, Academia, Google Scholar, Asian Research Index, Index Copernicus International, index of urdu journals.

Authors:

Zeenat Parveen
PhD Scholar Department of Islamic Studies
Qurtuba University, Peshawar
E-mail: qasimjunaidi2023@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0000-1687-5811

Prof. Dr. Zia Ullah Al Azhari
Supervisor, Professor Department of Islamic Studies
Qurtuba University, Peshawar
E-mail: yasirshirazi18@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0004-7981-4492

Citation: Zeenat Parveen, & Prof. Dr. Zia Ullah Al Azhari. (2023). The Events and Problems Related to Qiblah in Tafsir Anwar al-Bayan and Tafsir Tabiyan al-Qur'an: A Comparative Analysis: تفسیر انوار البیان اور تفسیر تبیان القرآن میں تحویلِ قبلہ سے متعلق واقعات اور مسائلِ سیرت کا تقابلی جائزہ. Alorooba Research Journal, 4(2), 107–127. Retrieved from: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/82

Published: 2023-06-30
Publisher: Alorooba Academic Services SMC-Private Limited Islamabad-Pakistan

تفسیر انوار البیان اور تفسیر تبیان القرآن میں تحویلِ قبلہ سے متعلق واقعات اور مسائلِ سیرت کا تقابلی جائزہ

The Events and Problems Related to Qiblah in Tafsir Anwar al-Bayan and Tafsir Tabiyan al-Qur'an: A Comparative Analysis

Zeenat Parveen

PhD Scholar Department of Islamic Studies

Qurtuba University, Peshawar

E-mail: qasimjunaidi2023@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0000-1687-5811

Prof. Dr. Zia Ullah Al Azhari

Supervisor, Professor Department of Islamic Studies

Qurtuba University, Peshawar

E-mail: yasirshirazi18@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0004-7981-4492

Abstract

Qibla means the house of Kaaba, one of the great poems of Allah Ta'ala. Qibla is the center of the greatness of monotheism. It is the secret of the universal unity of the Ummah, it is the manifestation of universal collectivity. Despite the millions of differences in the Muslim Ummah, determining the direction of the Qibla invites the entire Ummah to stick to a common value.

The Qiblah of Muslims has many virtues. It is a great example of centrality and moderation, it is the basic source of knowledge and practice of Muslims, and on the basis of this stable and strong relationship, facing the Qiblah has been declared as one of the Shariah demands.

There is a detailed incident of pointing towards the Qibla which is associated with the Sirat E Rasool (ﷺ). Therefore, in this article, two separate schools of thought, Deobandi and Barelvi, gathered together the events and problems of life of Qibla, and after researching the traditions in these interpretations, the two interpretations were compared. It has been reviewed. The purpose of this article is to pave the way for consensus and unity in the Ummah.

Keywords: *Qibla, Muslim Ummah, Deobandi, Barelvi, Sirat E Rasool (ﷺ)*

ابتدائیہ: اسلامی تعلیمات میں توحید و وحدت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام تفرقہ سے اجتناب کی تعلیمات دیتا ہے اسی لیے مسلمانوں کو آپس میں جوڑنے کے لیے بنیادی عقیدہ توحید اور وحدت کو قائم رکھنے کے لیے خانہ کعبہ کو قبلہ کا درجہ دیا تاکہ مسلمان ایک عقیدہ پر قائم رہ کر اتحاد کا دامن تا قیامت پکڑے رکھے۔ خانہ کعبہ کیسے قبلہ بنا؟ مفسرین و محدثین کی کثیر تعداد نے اس پر بحث کی ہے لیکن اس مقالہ میں مولانا محمد عاشق الٰہی (دیوبندی) کی تفسیر انوار البیان اور علامہ غلام رسول سعیدیؒ (بریلوی) کی تفسیر تبیان القرآن کی روشنی میں تحویلِ قبلہ کے واقعات و مسائلِ سیرت کی تحقیق و تخریج کرکے تقابلی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ دو الگ الگ مکاتبِ فکر کے افکار سے اتحاد و اتفاق کے لیے راہ ہموار کیا جا سکے۔

مبحثِ اول تفسیر انوار البیان میں تحویلِ قبلہ سے متعلق واقعات کا تحقیقی جائزہ

﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا لِلَّهِ قُلْ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾(١)

"عنقریب کہیں گے بیوقوف لوگ کس چیز نے پھیر دیا ان کو ان کے اس قبلہ سے جس پر وہ تھے، آپ فرما دیجئے اللہ ہی کے لیے مشرق اور مغرب ہے، وہ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے سیدھے راستہ کی طرف"۔

تحویل قبلہ پر بیوقوفوں کا اعتراض اور ان کا جواب

تفسیر انوار البیان کے مفسر نے تفسیر در منثور میں، بحوالہ ترمذی ونسائی وغیرہم حضرت براءؓ سے نقل کیا ہے کہ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف رسول اکرم (ﷺ) نے نماز پڑھی اور آپؐ کا دل چاہتا تھا کہ کعبہ شریف کی طرف نماز پڑھیں۔ آپ آسمان کی طرف منہ اُٹھاتے تھے (اور وحی کا انتظار کرتے تھے کہ کعبہ شریف کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہو جائے) اللہ جل شانہ نے آیت ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ (الآیۃ) نازل فرمائی اور کعبہ شریف کی طرف نماز میں رُخ کرنے کا حکم فرمایا اس پر بیوقوفوں نے یعنی یہودیوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ کس چیز نے قبلہ سے ان کا رُخ پھیر دیا؟ جس پر یہ تھے (یعنی بیت المقدس کی طرف رُخ کرنا چھوڑ کر کعبہ شریف کی طرف رُخ کرنا کیوں شروع کیا) اللہ تعالیٰ نے (اس کے جواب میں) ﴿قُلْ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ قُلْ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ نازل فرمائی۔(2)

عبد اللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جو حکم قرآنی منسوخ ہوا وہ قبلہ کی منسوخیت تھی۔ بیت المقدس جو یہود کا قبلہ تھا، رسول اللہ (ﷺ) (مدینہ منورہ تشریف لائے) کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ سترہ مہینے تک آپ نے اس طرف نماز پڑھی۔ تاکہ یہود ایمان لے آئیں اور آپؐ کا اتباع کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾(3) اور ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ نازل فرمائی۔(4)

جب کعبہ شریف کو قبلہ مقرر کر دیا گیا تو یہودیوں نے باتیں بنانا اور اعتراض کرنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کو کس چیز نے اس قبلہ سے پھیر دیا جس کی طرف اب تک نماز پڑھتے رہے۔ اللہ جل شانہ کی طرف سے ارشاد ہوا۔ اے نبی (ﷺ)! آپ فرما دیں اللہ ہی کے لئے مشرق و مغرب ہے اُسے اختیار ہے اپنے عبادت

کرنے والوں کو جس طرف چاہے نماز پڑھنے کا حکم دے دے۔ کسی کو خداوند قدوس پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ مؤمن بندے اللہ کے قانون پر چلتے ہیں وہ اسی کے پابند ہیں۔ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا تو ادھر نماز پڑھنے لگے۔ کعبہ شریف کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا تو اُسے قبلہ بنالیا۔ قبلہ بدلنے پر اعتراض کرنا مسلمانوں پر اعتراض نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے۔ مقصد اللہ کی عبادت اور اطاعت ہے۔ کسی جہت یا کسی جانب کا رُخ کرنا مقصود نہیں اور اسی لئے اعتراض کرنے والوں کو بے وقوف بنایا وہ یہ نہیں سمجھ رہے کہ ہمارا اعتراض کس پر ہورہا ہے۔

معترض اندھا تو ہوتا ہی ہے اُسے یہ ہوش نہیں ہوتا کہ میری بات کہاں لگے گی اور میرا اعتراض کہاں پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلنا ہی صراط مستقیم کو اختیار کرنا ہے۔ اللہ کا فرمان حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔ اس نے اپنی حکمت کے موافق بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا پھر حکمت ہی کے مطابق اپنے بندوں کا رُخ کعبہ شریف کی طرف پھیر دیا اس نے اپنے بندوں کو ہدایت دی اور ہدایت کے لئے چن لیا۔ ہدایت یافتہ بندے حکم کے پابند ہیں، بے چون وچرا حکم پر عمل کرتے ہیں، دشمنان اسلام صراطِ مستقیم سے دُور ہیں اور اللہ کے حکم اور اس کی حکمت پر معترض ہیں۔ ایسے معترضین کا بے وقوف ہونا ظاہر ہے۔(5)

تحویل قبلہ امتحان کے لئے ہے

اس سے ماقبل اُمت محمدیہ کی فضیلت ظاہر فرما کر پھر قبلہ کے موضوع سے متعلق باقی بیان شروع ہوتا ہے۔ بیت المقدس کی طرف جو سولہ سترہ مہینے تک نماز میں پڑھی گئیں، پھر کعبہ شریف کی طرف نماز میں رُخ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ہم نے پہلے قبلہ کی بجائے دوسرے قبلہ کی طرف منہ موڑنے کے حکم میں یہ حکمت ہے کہ ہم جان لیں کہ رسول (ﷺ) کا اتباع کون کرتا ہے اور تبدیل قبلہ کی وجہ سے کون اُلٹے پاؤں لوٹتا ہے اور اتباع رسول (ﷺ) سے روگردانی کرتا ہے۔ مؤمن بندوں کا مقصود اللہ تعالیٰ کی عبادت اور طاعت ہے۔ جدھر منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہو گیا وہی جہت قبلہ ہے۔ فرمانبردار بندوں کے لئے حق تعالیٰ شانہ کے احکام ماننے میں ذرا بھی کوئی جھجک نہیں ہوتی اور نہ ان کے نزدیک چوں چرا کا موقعہ ہوتا ہے۔

زبان تازہ کردن باقرارِ تو نینگیختن علت از کارِ تو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قبلہ بدلنے میں یہی حکمت تھی کہ ہم جان لیں یعنی علمِ اَزلی کا ظہور ہو جائے کہ کون ہمارے رسول (ﷺ) کا اتباع کرتا ہے اور کون منکر اور مُنحرف ہو جاتا ہے۔ اور اُلٹے پاؤں چلا جاتا ہے جب قبلہ بدلنے کا حکم ہوا تو بعض ضعیف الایمان، ایمان سے پھر گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ بھی ادھر نماز پڑھنے کا حکم ہوتا ہے اور کبھی ادھر (اس کو بہانہ بنا کر مرتد ہو گئے)۔(6)

اللہ تعالی کو سب اختیار ہے بندوں کو جو چاہے حکم دے لیکن جاہلوں، بیوقوفوں اور منافقوں اور یہودیوں کے نزدیک قبلہ بدلنا بہت بڑی چیز ہوگئی۔ان کے نفسوں پر یہ امر بہت شاق گزرااور اُسے ہدفِ طعن و تشنیع اور اعتراض بنالیا اور مؤمنین کے لئے اس میں کوئی اشکال اور اعتراض کی بات ہی نہیں ہے۔فرمانبرداریوں بھی خوش ہے اور یوں بھی راضی ،وہ تو پابند حکم ہے،اُسے فرمانبرداری کے سوااور کچھ مطلوب نہیں۔جیسا کہ علامہ آلوسی بیان فرماتے ہیں:

"وَإِنْ كانَتْ لَكَبِيرَةً أي شاقة ثقيلة، والضمير لما دل عليه قوله تعالى: وَما جَعَلْنَا إلخ من الجعلة، أو التولية، أو الردة، أو التحويلة، أو الصيرورة، أو المتابعة، أو القبلة، وفائدة اعتبار التأنيث -على بعض الوجوه- الدلالة على أن هذا الرد والتحويل بوقوعه مرة واحدة، قوله تعالى: إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ أي إلى سر الأحكام الشرعية المبنية على الحكم والمصالح إجمالا أو تفصيلا، والمراد بهم مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ من الثابتين على الإيمان الغير المتزلزلين المنقلبين على أعقابهم".(٧)

"یعنی قبلہ کی تبدیلی لوگوں پر شاق اور گراں ہے،کانت کی ضمیر الجعلة التولية، الردة التحويلة، الصيرورة المتابعة يا القبلة کی طرف راجع ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا قول(وَما جَعَلْنَا إلخ)اس پر دلالت کر رہاہے۔اور بعض وجوہ میں اعتبار تانیث کا فائدہ اس امر پر دلالت ہے کہ تحویل قبلہ کا واقعہ ایک ہی مرتبہ پیش آیا۔{إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ} یعنی تبدیلی قبلہ ان لوگوں پر گراں نہیں جن کی اللہ تعالی نے احکام شرعیہ (جو کہ اجمالاً یاتفصیلاً یا حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہیں) کے اسرار کی طرف رہنمائی کی ہے۔{مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ} سے وہ لوگ مراد ہیں جو ایمان پر ثابت قدم رہیں اور متزلزل وایڑیوں کے بل پلٹنے والے نہ ہوں"۔

قبلہ اولی کی طرف جو نماز میں پڑھی گئیں ان کا ثواب ضائع نہیں

پھر فرمایا: {وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ} (اور اللہ نہیں ہے کہ ضائع کرے تمہارے ایمان کو) تفسیر در منثور میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کی ہے کہ جب تحویلِ قبلہ کا حکم نازل کیا گیا صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ (ﷺ) جو بیت المقدس کی طرف نماز میں پڑھتے رہے ان لوگوں کا کیا حال ہوگا(اور قبلہ بدلنے سے پہلے وفات پاگئے)اس پر اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا: اللہ تعالی ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع فرمادے۔(8)

اس آیت میں نماز کو ایمان فرمایا اس سے نماز کا رُتبہ معلوم ہو گیا۔ بعض روایات میں نماز کے بارے میں فرمایا: کہ اسلام میں نماز کا مرتبہ ایسا ہے جیسے انسان کے جسم میں سر کا مرتبہ ہے۔(9)

سر موجود ہے تو جسم کی بھی حیثیت ہے، جسم سے سر کٹ گیا تو کچھ بھی نہ رہا۔ آیت کے اخیر میں فرمایا: {إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ} (کہ بے شک اللہ لوگوں کے ساتھ بڑا مشفق اور مہربان ہے) اللہ تعالیٰ حکیم بھی ہے، حاکم بھی ہے۔ وہ حکمت کے مطابق ان کاموں کا لوگوں کو حکم دیتا ہے جن میں بندوں کا بھلا اور نفع ہوتا ہے ہر حکم میں ان کے ساتھ رأفت اور رحمت کا معاملہ ہے۔ جو نمازیں حکم کے مطابق پڑھ لی گئیں ان کے ضائع ہونے کا وہم و گمان صحیح نہیں۔ وہ عمل صحیح کو ضائع نہیں فرماتا جو حکم کے مطابق انجام دیا گیا ہو، لفظ رحمت اور رافت دونوں ہی مہربانی کے معنی میں آتے ہیں لیکن رأفت میں رحمۃ سے زیادہ مبالغہ ہے۔

> "ہم دیکھ رہے ہیں آپ کا آسمان کی طرف بار بار منہ اُٹھانا پس ہم آپ کو ضرور ضرور متوجہ کر دیں گے ایسے قبلہ کی طرف جس سے آپ راضی ہوں گے، سو آپ پھیر دیجئے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف، اور جہاں کہیں بھی تم لوگ ہو سو اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف متوجہ کیا کرو، اور بلاشبہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی، وہ ضرور جانتے ہیں کہ بلاشبہ یہ حکم حق ہے، ان کے رب کی طرف سے ہے اور اللہ غافل نہیں ہے اُن کاموں سے جن کو تم کرتے ہو"۔

تحویلِ قبلہ کے لیے آنحضرت (ﷺ) کا شدت سے اس کا انتظار

حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت نبی اکرم (ﷺ) جس زمانہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ سلام پھیر کر آسمان کی طرف (اس انتظار میں) منہ اُٹھاتے کہ کعبہ شریف قبلہ مقرر کیا جائے۔ لہٰذا آیت ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ﴾ نازل ہوئی۔

علامہ واحدی اسباب نزول کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

> "پیارے نبی (ﷺ) نے جبریلؑ سے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود کے قبلہ سے ہٹا کر میرے لئے کوئی دوسرا قبلہ مقرر فرمادے اور مقصد یہ تھا کہ کعبہ شریف قبلہ مقرر ہو جائے کیونکہ وہ قبلہ ابراہیمی ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں بھی تو آپؐ کی طرح ایک بندہ ہوں، کی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ آپؐ اپنے رب سے سوال کریں کہ وہ آپؐ کو قبلہ ابراہیمی کی طرف رُخ کرنے کا حکم فرمادے۔ اس کے بعد جبریل علیہ السلام اُوپر چڑھ گئے اور

آنحضرتؐ برابر اس اُمید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے رہے کہ جب جبریل علیہ السلام آپؐ کی خواہش کے مطابق حکم خداوندی لے کر نازل ہوں۔ اس پر آیت بالا نازل ہوئی''۔(10)

بعد از ہجرت مسلمانؓ بیت المقدس کی رُخ کر کے نمازیں پڑھتے رہے اور یہ سولہ یا سترہ مہینے تک رہا۔ پھر نبی کریم (ﷺ) کی خواہش پر کعبہ شریف کو قبلہ مقرر کر دیا گیا اور کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور عمومی طور پر سب مسلمانوں کو اللہ تعالی نے حکم دے دیا کہ تم جہاں کہیں بھی ہو (مکہ یا مدینہ میں یا بیت المقدس میں یا دُنیا کے کسی گوشہ میں) مسجد حرام ہی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔

جہت قبلہ سے تھوڑا سا انحراف مفسدِ صلوۃ نہیں

مسجد حرام اس مسجد کا نام ہے جو کعبہ شریف کے چاروں طرف ہے اس پر ساری اُمت کا اتفاق ہے کہ کعبہ شریف ہی قبلہ ہے۔ چونکہ کعبہ شریف مسجد حرام کے اندر ہے اس لئے مسجد حرام کی طرف رُخ کرنے کا حکم فرمایا۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خاص کعبہ ہی کی طرف ہر دور اور قریب کے نمازی کو رُخ کرنا لازم نہیں بلکہ مسجد حرام کی طرف منہ کرنے سے نماز ہو جائے گی جو لوگ مسجد حرام میں حاضر نہ ہوں چونکہ عین کعبہ کی طرف رُخ کرنا اُن کی قدرت سے باہر ہے اس لئے آسانی اور رفع حرج کے لئے مسجد حرام کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ لیکن جو شخص مسجد حرام میں موجود ہے اس کے لئے لازم ہے کہ عین کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے۔

حضرت ابن عباسؓ رسول اللہ (ﷺ) سے روایت نقل کرتے ہیں:

"کعبہ شریف مسجد حرام والوں کا قبلہ ہے اور مسجد حرام اہل حرم کا قبلہ ہے اور حرم شرقاً و غرباً میری تمام اُمت کے لئے قبلہ ہے زمین میں جہاں کہیں بھی ہوں"۔(11)

فقہاء نے لکھا ہے کہ جس جہت پر کعبہ شریف ہو اس طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی تھوڑا سا انحراف مفسدِ صلاۃ نہیں۔ جب کوئی شخص جہت کعبہ کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہو اور کعبہ شریف سے دائیں یا بائیں جانب 45 درجے کے اندر انحراف ہو گیا تو نماز ہو جائے گا(12)۔ قرآن مجید میں جو {شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ} فرمایا ہے اس سے حضرت فقہاء نے یہ استنباط کیا کہ کعبہ شریف کے رُخ پر نماز پڑھنا کافی ہے۔ اگرچہ تھوڑا سا انحراف ہو جائے۔ نبی کریم (ﷺ) نے بھی ''مَا بَيْنَ المشْرِقِ وَالمغْرِبِ قِبْلَةٌ''(13) فرما کر یہ بتادیا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان جو جہت ہے اس طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی۔ یہ آپؐ نے اہل مدینہ کے لئے فرمایا کیونکہ کعبہ شریف مدینہ منورہ سے جنوب کی طرف واقع ہے۔ اور وہاں سے جہت جنوب مشرق اور مغرب کے درمیان پڑتی ہے۔ پورے عالم میں بسنے والوں کے لئے اللہ تعالی کی طرف سے استقبال کے بارے میں یہ بہت آسانی دی گئی ہے کہ وہ جہت قبلہ کی طرف نماز

پڑھ لیں تھوڑا سا انحراف ہو جائے تب بھی نماز ہو جائے گی۔ احکام شرعیہ کو اللہ جل شانہ نے اس قدر آسان رکھا ہے کہ ہر گاؤں، جنگل اور پہاڑ اور جزیرہ میں بسنے والے مسلمان احکام شریعت پر عمل کر سکتے ہیں۔ اوقات نماز طلوع و غروب کے مشاہدہ سے سمجھ لیتے ہیں۔ اسی طرح حسابات اور ریاضی اور ہیئت اور آلاتِ رصدیہ کے احتیاج کے بغیر کی تکلف کے اپنا قبلہ مقرر کر سکتے ہیں یعنی جہت کعبہ کی طرف نماز پڑھ سکتے ہیں جس میں کافی وسعت ہے۔ ہاں مسجد میں بناتے وقت خوب محقق کر کے قبلہ مقرر کرنا افضل ہے۔

کعبہ شریف کو قبلہ بنانے میں حکمت

اللہ جل شانہ کی ذات پاک سمت اور جہت سے بالا اور برتر ہے۔ مشارق اور مغارب سب اُس کی ملکیت ہیں۔ اسی لئے ﴿قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ﴾ فرمایا۔ تاہم نماز میں اجتماع اور وحدت کے لئے تمام دنیا کے تمام انسانوں کا رُخ کسی ایک جہت کی طرف ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا کعبہ شریف کو آخر میں قبلہ نماز مقرر فرما دیا گیا اور کعبہ شریف چونکہ اول حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا اور وہ سب سے پہلے پیغمبر تھے اور تمام انسانوں کے باپ تھے اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا جن کو ان کے بعد آنے والی تمام قومیں مانتی ہیں۔ اس لئے کعبہ شریف کو ہمیشہ کے لئے قبلہ قرار دیا گیا۔ اس سے تمام مسلمانوں کی وحدت اجتماعیہ فی الصلوٰۃ حاصل ہو گئی۔ اگر انسانوں پر اس کا فیصلہ چھوڑا جاتا تو بہت سے اختلافات رونما ہوتے اور اسی طرح سے وحدت حاصل نہ ہو سکتی تھی۔ کعبہ شریف کو قبلہ صلوۃ مقرر کرنے میں بھی حکمت ہے کہ چاروں جہات میں ہر جہت نماز کے لئے مقرر ہوئی۔ ہر جہت والے اس رُخ پر نماز پڑھتے ہیں جس رُخ پر ان کے علاقہ کے اعتبار سے کعبہ شریف واقع ہے۔ اب نمازیں مشرق کو بھی ہو رہی ہیں اور مغرب کو بھی اور جنوب شمال کو بھی۔ اس میں ﴿لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ اور أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ کا پورا پورا مظاہرہ ہے۔

پھر آیت کے ختم پر ارشاد فرمایا: ﴿وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ﴾ جن لوگوں کو کتاب دی گئی یعنی یہود و نصاریٰ ان کو وہم و گمان بھی نہیں کہ قبلہ کا بدلنا اور کعبہ شریف کو قبلہ قرار دینا بالکل صحیح ہے اور حق ہے اور ان کے رب کی طرف سے ہے"۔

لیکن وہ ضد اور عناد کی وجہ سے معترض ہو رہے ہیں اور حق کی تکذیب کر رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ محمد الرسول (ﷺ) وہی نبی ہے جس کی بشارت ان کی کتابوں میں موجود ہے اور وہ باطل کا حکم نہیں دیتے۔[14] آخر میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ﴾ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے اعمال سے اور ان کی حرکتوں سے غافل نہیں ہے اُسے سب کچھ معلوم ہے یہ لوگ اپنے کفر اور اعمال بد کی سزا پائیں گے۔

مبحثِ دوم تفسیر تبیان القرآن میں تحویلِ قبلہ سے متعلق واقعات کا تحقیقی جائزہ

قبلہ کی تبدیلی کا حکم

"عنقریب بیوقوف لوگ کہیں گے کہ ان (مسلمانوں کو) ان کے اس قبلہ (بیت المقدس) سے کس نے پھیر دیا جس پر وہ (پہلے) تھے، آپ کہیے کہ مشرق اور مغرب اللہ ہی کے ہیں، وہ جسے چاہے صراطِ مستقیم پر چلاتا ہے"۔

آیا مکہ میں ابتداءً آپ کا قبلہ تھا یا بیت المقدس؟

علامہ قرطبیؒ اس ضمن میں بیان کرتے ہیں:

"یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ جب نماز فرض ہوئی تو قبلہ بیت المقدس تھا یا کعبہ، ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں اور مدینہ منورہ کے ابتدائی سترہ مہینوں میں قبلہ بیت المقدس تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رُخ کعبہ نماز پڑھنے کا حکم دیا"۔(15)

علامہ بدر الدرین عینیؒ نے اسی قول کو ترجیح دی۔(16) تاہم آپؐ مکہ مکرمہ میں رُخ بیت المقدس ایسے کھڑے ہوتے کہ کعبہ کی طرف پیٹھ نہیں ہوتی تھی۔ دوسروں نے یہ کہا ہے کہ جب آپؐ پر ابتداءً نماز فرض ہوئی تو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا، حافظ ابو عمر و ابن عبدالبرؒ نے کہا: "میرے نزدیک یہ قول زیادہ صحیح ہے، بوجہ یہ کہ جب نبی (ﷺ) مدینہ منورہ میں آئے تو آپؐ نے یہود کی تالیف قلب کے لیے ان کے قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھی تاکہ دین اسلام کو قبول کرنے کے لیے ان میں زیادہ داعیہ ہو اور جب آپؐ ان کے اسلام قبول کرنے سے مایوس ہو گئے تو آپؐ نے کعبہ کی طرف منہ پھیرنا چاہا"۔ رُخ کعبہ ہونے میں اہل عرب کے قبول اسلام کا زیادہ داعیہ تھا، ایک قول کے مطابق آپؐ نے یہود کی مخالفت کی بناء پر ایسا کیا۔

تاہم اگر یہ مان لیا جائے کہ مکہ میں آپؐ کا قبلہ کعبہ تھا تو پھر دو بار قبلہ کا منسوخ ہونا لازم آئے گا اس لیے محققین کا یہ نظریہ ہے کہ آپؐ ابتداءً مکہ مکرمہ میں رُخ بیت المقدس ہو کر نماز پڑھتے تھے۔

تحویل قبلہ کا بیان

صحیح بخاری میں حضرت براءؓ سے روایت ہے:

"ہجرتِ مدینہ کے بعد آنحضرتؐ اپنے ننھیال کے ہاں ٹھہرے تو سولہ یا ستر ماہ رُخ بیت المقدس ہو کر نماز پڑھی، دل بیت اللہ کی رُخ مائل تھا تو سب سے پہلے نماز عصر اس کی جانب رُخ کرکے پڑھی۔ آپؐ کے ساتھ ایک جماعت نے نماز پڑھی، ان میں ایک پڑھنے والے کا گزر ایک مسجد سے ہوا وہ لوگ رکوع میں تھے

اس نے شہادت دی کہ رسول اللہ (ﷺ) نے خانہ کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کی وہ لوگ بھی اس طرف پھِر گئے یہ فعل یہود اور اہلِ کتاب کو ناگوار گزار "۔(17)

علامہ عینیؒ اس سے خبر واحد کو بطورِ حجت ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان نمازیوں کو خبر واحد سے معلوم ہوا انہوں نے تحقیق کی بنسبت خبر پر اعتماد کیا۔ یہ ان کا اجتہاد سے دوسری صورت پر عمل تھا۔ اس سے خبر واحد بطورِ حجت معلوم ہوا۔ اپنی اجتہاد سے قبلہ کی سمت مڑ جانا بلکہ اگر ہر رکعت میں اشباہ ہو جائے تو ہر رکعت میں سمت تبدیل کر سکتا ہے"۔(18)

علامہ قرطبیؒ نے بھی یہ تحقیق کی ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف سب سے پہلے نمازِ عصر ادا کی گئی۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں:

''نمازِ فجر میں یہ حکم نازل ہوا جبکہ ایک قول کے مطابق نمازِ ظہر کے دوران دو رکعت ادا کرنے کے بعد یہ حکم مسجد بنو سلمہ میں نازل ہوا، دورانِ نماز رُخ موڑ کر نبی اکرم (ﷺ) نے بقیہ نماز ادا کی۔ اس مسجد کا نام ''ذو قبلتین'' رکھا گیا''۔(19)

علامہ ابو حاتم البستیؒ سے منقول ہے:

''بارہ ربیع الاول کو آپؐ مدینہ تشریف لائے اور مسلمانوں نے سترہ ماہ اور تین دن رُخ بیت المقدس ہو کر نمازیں پڑھیں، قبلہ کی تحویل کا حکم بروزِ منگل پندرہویں شعبان کو ہوا''۔

بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کی کیفیات سے متعلق علماء سے تین اقوال منقول ہیں:

1. ''بیت المقدس کی طرح رُخ کرنا آپؐ کی اپنی رائے اور اجتہاد تھی''۔
2. ''دونوں اطراف می سے ایک کی طرف آپؐ کو رُخ کرنے کی اجازت تھی اس لیے یہود کے ایمان لانے کی خاطر ابتداء میں بیت المقدس کی طرف منہ کیا گیا''۔
3. ''بیت المقدس ک طرف رُخ کرنے کا اختیار آپؐ کو اللہ نے وحی کے ذریعے دیا تھا جیسا کہ فرمان ہے:

﴿وَما جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْها إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلى عَقِبَيْهِ﴾(20) "اور جس قبلے پر تم پہلے کاربند تھے، اسے ہم نے کسی اور وجہ سے نہیں، بلکہ صرف یہ دیکھنے کے لیے مقرر کیا تھا کہ کون رسول کا حکم مانتا ہے" اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔"(21)

تحویل قبلہ سے متعلق مسائل

تحویلِ قبلہ سے متعلق منافقین اور یہود کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تفسیر تبیان القرآن کے مفسر لکھتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ بیت المقدس خود مستقل بالذات ہے کیونکہ مشرق اور مغرب سب اس کی ملک ہیں، وہ جس طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دے وہی قبلہ ہے اور اس کے حکم پر عمل کرنا ہی صراط مستقیم کی ہدایت ہے۔

مذکورہ آیت اور روایت سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

1. مذکورہ آیت میں رب العالمین نے غیب کی خبر دی جو پوری ہوگئی اور نبی (ﷺ) کی نبوت اور قرآن مجید کی صداقت کی قوی دلیل ہے۔
2. مذکورہ آیت میں یہ دلیل بھی پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایسے احکام بھی ہیں جو ناسخ اور منسوخ ہیں اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن مجید نے سب سے پہلے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے حکم کو منسوخ کیا ہے۔
3. قرآن میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نہیں تھا، یہ صرف نبی (ﷺ) کی سنت سے ثابت تھا اور قرآن مجید نے اس حکم کو منسوخ کر دیا، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سنت کا ناسخ ہے۔
4. خبر واحد پر عمل کرنا جائز ہے کیونکہ اہل قباء کو جب یہ خبر پہنچی کہ قبلہ بدل گیا ہے تو انہوں نے نماز کی حالت میں اپنا قبلہ بدل لیا۔
5. جب تک کی حکم کے منسوخ ہونے کا علم نہ ہو اس پر عمل کرنا جائز ہے کیونکہ تحویل قبلہ کے بعد بھی اہل قباء نے بیت القدس کی طرف نماز پڑھی کیونکہ ان کو اس وقت تک تحویل قبلہ کا علم نہیں ہوا تھا۔
6. نبی ((ﷺ)) پر قرآن مجید تدریجاً نازل ہوتا تھا اور حسب ضرورت احکام نازل ہوتے رہتے تھے۔

نماز کے لیے کی ایک جہت کی طرف منہ کرنے کے اسرار

تمام نمازیوں کے لیے کسی ایک جہت کو قبلہ بنانے کی حسب ذیل حکمتیں ہیں:

1. اگر نماز میں کسی ایک جہت کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا جاتا تو کوئی مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا کوئی مغرب کی طرف اور کوئی شمال کی طرف اور کوئی جنوب کی طرف اور اس طرح عبادت میں مسلمانوں کی وحدت، نظم اور جمعیت نہ رہتی اور جب تمام دنیا کے مسلمان ایک جہت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے تو ان کی عبادت میں وحدت، نظم اور جمعیت پائی جائے گی اور اسلام نے تمام عبادات میں مسلمانوں کو وحدت اور نظم کے تابع کیا ہے۔

2. جب انسان کسی صاحب اقتدار کے پاس جاتا ہے تو اس کی طرف متوجہ ہو کر اپنی درخواست پیش کرتا ہے، نماز میں انسان اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس کی حمد وثناء، تسبیح اور اس کے سامنے اپنی درخواست پیش کرتا ہے تو اس کی توجہ کے ارتکاز کے لیے قبلہ بنایا گیا۔
3. نماز میں اصل یہ ہے کہ خضوع، خشوع اور حضور قلب ہو، اگر انسان مختلف جہات کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھے تو اس سے حضور قلب حاصل نہیں ہو گا اس لیے ایک قبلہ بنایا گیا تاکہ سب اسی کی طرف متوجہ ہو کر حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھیں۔

کعبہ کو قبلہ بنانے کے اسرار

1. اللہ تعالیٰ نے کعبہ کے متعلق فرمایا: یہ میرا گھر ہے ﴿أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ﴾[22] تو اپنی عبادت کرنے والوں کے لیے اپنے بیت کو قبلہ بنا دیا۔
2. یہود نے سمت مغرب کو قبلہ بنایا تھا کیونکہ حضرت موسیٰؑ کو مغرب کی جانب سے ندا آئی تھی: ﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ﴾[23] اور عیسائیوں نے جہت مشرق کو قبلہ بنایا کیونکہ حضرت جبرائیل حضرت مریم کے پاس جانب مشرق سے گئے تھے " ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾[۲۴] تو مسلمانوں کا قبلہ کعبہ بنایا کیونکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا قبلہ ہے اور سیدنا محمد حبیب اللہ (ﷺ) کا مولد ہے اور اللہ کا حرم اور بیت اللہ ہے: ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَۚ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَ مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا﴾[25]

ترجمہ: ”بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ وہی ہے جو مکّہ میں واقع ہے۔ اس کو خیر و برکت دی گئی تھی اور تمام جہان والوں کے لیے مرکزِ ہدایت بنایا گیا تھا، اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، مقامِ ابراہیمؑ میں، اور جو اس میں داخل ہوا وہ امان میں رہ گیا“۔

﴿جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ﴾[۲۶]

”اللہ نے کعبہ کو عزت والا گھر اور لوگوں کے قیام کا سبب بنا دیا“۔

3. کعبہ زمین کے وسط میں ہے، اور مسلمانوں کو زمین کے وسط کی طرف متوجہ کیا گیا تاکہ وہ زندگی کے ہر معاملہ میں کیفیت متوسط (عدل) کو اختیار کریں۔
4. اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو قبلہ بنانے سے یہ ظاہر کیا کہ نبی (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے ہیں، کیونکہ کعبہ کو قبلہ بنانے کی یہ وجہ بیان فرمائی: ﴿فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾

﴿وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى﴾(٢٧)

''اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کرو، اور دن کے کناروں میں بھی، تاکہ تم خوش ہو جاؤ''۔

دنیا میں آپؐ کو راضی کرنے کے لیے کعبہ کو قبلہ بنایا، اور دن رات میں تسبیح پڑھنے کا حکم دیا اور آخرت میں آپؐ کو راضی کرنے کے لیے مقام محمود اور شفاعت کبریٰ سے نواز:

﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾(٢٨)

''امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہیں مقام محمود تک پہنچائے گا''۔

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾(٢٩)

''اور یقین جانو کہ عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اتنا اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے''۔

5. حضرت آدمؑ نے پانچ پہاڑوں سے مٹی لے کر کعبہ بنایا تھا، اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر تمہارے گناہ پہاڑ جتنے بھی ہوئے کعبہ کی طرف نماز پڑھنے سے جھڑ جائیں گے۔
6. جب مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تو یہود طعنہ دیتے تھے کہ تم ہماری مخالفت کرتے ہو اور ہماری مسجد کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا قبلہ بدل دیا، اور کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔
7. مسلمان ملت ابراہیم کے اتباع کے داعی تھے اس لیے حضرت ابراہیمؑ کے بنائے ہوئے کعبہ کو ان کا قبلہ بنا دیا۔
8. جب قریش نے کعبہ کی تعمیر کی تو نبی (ﷺ) اینٹیں اُٹھا اٹھا کر لا رہے تھے تو اس کو قبلہ بنانے میں نبی (ﷺ) کی تعظیم ہے۔

استقبال کعبہ کے فقہی مسائل

1. کعبہ کو سجدہ کرنے سے مراد اللہ کو سجدہ کرنا ہے نہ کہ کعبہ کی عمات کو لہٰذا کعبہ کی عمارت کو سجدہ کرنے کی نیت کرنا کفر ہے۔
2. اس سے مراد ہو جگہ جو تحت الثریٰ سے عرش معلی تک ہے اگر کعبہ نہ ہو تو اس جانب رُخ کر کے نماز ادا کی جائے۔
3. کعبہ کے باشندگان کو خاص کعبہ کی طرف منہ کرنا جبکہ دیگر علاقوں کے لوگوں کو اس جہت کی طرف رُخ کرنا کافی ہے۔

4. کوئی لاعلمی کی وجہ سے اپنی غالب ظن کے مطابق جس طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھ لے تو کافی ہے۔ نہ اس پر قضا ہے نہ اعادہ۔ اگر ہر رکعت میں رائے بدلے تو ہر رکعت میں سمت پھیرے۔
5. نمازِ نفل سوا ہو کر پڑھی جاسکتی ہے خواہ قبلہ رُخ نہ بھی ہو۔
6. اسی طرح فرض نماز عذر کی وجہ سے بھی سوار ہو کر پڑھی جاسکتی ہے اور اس کا اعادہ نہیں ہے۔[30]

کعبہ کا اولیاء اللہ کی زیارت کے لیے جانا

علامہ علاء الدین حصکفی حنفیؒ[31]، علامہ ابن عابدین شامی حنفیؒ[32] اور علامہ سید احمد طحطاوی حنفیؒ[33] نے لکھا ہے کہ کعبہ کا اولیاء اللہ کی زیارت کے لیے جانا جائز ہے اور اس مسئلہ کو علامہ نجم الدین عمر نسفیؒ[34] اور علامہ زین الدین ابن نجیم حنفیؒ[35] نے نقل کیا ہے۔[36]

شیخ اشرف علی تھانویؒ[37] نے بھی لکھا ہے کہ یہ جائز ہے اور استدلال امام ترمذیؒ کی روایت سے کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابن عمرؓ نے کعبہ کو دیکھ کر فرمایا:

> "تیری حرمت کس قدر عظیم ہے لیکن مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ ہے"۔[38]

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کعبہ کا طواف فرما رہے تھے اور فرما رہے تھے:

> "تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کتنی اچھی ہے اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تجھ سے زیادہ مومن کی حرمت اللہ کے ہاں زیادہ ہے"۔[39]

سو جب بندہ مومن کعبہ سے افضل ہے تو کعبہ کا اولیاء اللہ کی زیارت کے لیے جانا بعید نہیں ہے، رہا یہ شبہ کہ اگر کعبہ اولیاء اللہ کی زیارت کے لیے جاتا ہے تو اتنا بھاری بھر کم جسم کیسے منتقل ہوتا ہے اور تاریخ میں کہیں منقول نہیں کہ کعبہ اپنی جگہ سے کبھی غائب ہوا ہو تو جواب یہ ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ جب قریش نے (واقعۂ معراج میں) میری تکذیب کی تو میں حطیم میں کھڑا ہوا تو رب ذوالجلال نے بیت المقدس کو میرے لیے منکشف کر دیا[40] اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ بیت المقدس کو لا کر میرے سامنے دار عقیل کے پاس رکھ دیا اور میں اس کو دیکھ رہا تھا[41]، بیت المقدس بھی ایک بھاری جسم ہے اور اس کا منتقل ہونا بھی عادۃً محال ہے اور اس کے متعلق بھی تاریخ میں کہیں منقول ہیں کہ وہ اپنی جگہ سے غائب ہوا ہو، اس حدیث کی یہ توجیہ ہے کہ بیت المقدس کی مثال اس کی جگہ پر تھی اور اس کی حقیقت آپؐ کے سامنے رکھ دی گئی، اس طرح ہو سکتا ہے کہ حقیقت کعبہ زیارت کے لیے گئی ہو اور اس کی مثال وہاں اس کے قائم مقام کر دی گئی ہو۔[42]

اور قرآن مجید میں پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس لانے کا واقعہ مذکور ہے، اس سے یہ شبہ بھی دور ہو جاتا ہے کہ ایک بھاری جسم کیسے منتقل ہو سکتا ہے۔

علامہ یافعی یمنیؒ (43) لکھتے ہیں:

"روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو دور دراز کے شہروں سے کعبہ دکھایا، ایک اور شخص نے بعض منکرین کو دکھایا کہ وہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، اور ہم نے تحقیق کے ساتھ یہ سُنا ہے کہ تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ مشاہدہ کیا گیا کہ کعبہ ایک جماعت کا حقیقتاً طواف کر رہا تھا اور میں نے بعض معتمد اولیاء اور مستند علماء کو دیکھا ہے جنہوں نے کعبہ کو اولیاء کا طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے"۔ (44)

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں کعبہ کی تعظیم اور توقیر اور ہیبت اور جلال اور زیادہ کرے، ہمیں یہ نقول اور دلائل بہت عجیب وغریب معلوم ہوتے ہیں خصوصاً اس لیے کہ ہمارے نبی (ﷺ) سید الانبیاء والاولیاء ہیں، لیکن آپؐ نے کعبہ کا طواف کیا اور آپؐ کے گرد کعبہ کا طواف کرنا ثابت نہیں ہے، اگر ان مستند فقہا، اور علماء نے کعبہ کے طواف کرنے کو نقل نہ کیا ہوتا تو ہم اس کو صراحۃً رد کر دیتے، جو فضیلت آپؐ کے لیے ثابت نہ ہو اس فضیلت کو ہم آپؐ کے امتی کے لیے ثابت کرنے کی جرات نہیں کرتے۔

نماز میں قبلہ کی طرف مُنہ کرنے کی تحقیق

علامہ طبریؒ قتادہؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"نبی (ﷺ) آسمان کی طرف چہرہ کیے ہوئے تھے اور آپؐ یہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو کعبہ کی طرف پھیر دے تو یہ آیت نازل ہوئی: "(اے پیغمبر) ہم تمہارے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم تمہارا رخ ضرور اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے جو تمہیں پسند ہے"۔ (45)

تبیان القرآن کے مفسر لکھتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ (ﷺ) کو خبر دی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ قبلہ کو بیت المقدس سے پھیر کر کسی اور سمت پر کر دے گا، اور نہیں بیان کیا تھا کہ کس سمت آپؐ کو پھیرے گا، اور رسول اللہ (ﷺ) کو سب سے زیادہ محبوب تھا کہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا جائے اس لیے رسول اللہ (ﷺ) اپنے چہرہ کو آسمان کی طرف پھیر کر وحی کا انتظار کر رہے تھے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (46)

مذکورہ آیت میں مسجد حرام کی طرف منہ کرنا فرض کر دیا گیا خواہ وہ کسی جگہ ہوں، اگر کوئی شخص بیت المقدس میں بھی ہو تو اس پر بیت اللہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ علامہ حصکفی حنفی نے لکھا ہے کہ:

''جو شخص بیت اللہ کا مشاہدہ کر رہا ہو اس پر بعینہٖ کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے اور جو کعبہ سے غائب ہو اس پر اس کی سمت کی طرف منہ کرنا فرض ہے''۔(47)

ابن عباسؓ رسول اللہ (ﷺ) کی فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپؑ فرمایا:

''مسجد (حرام) والوں کے لیے بیت اللہ قبلہ ہے، اور اہل حرم کے لیے مسجد قبلہ ہے اور تمام روئے زمین پر میری امت کے مشرق اور مغرب والوں کے لیے مسجد حرام قبلہ ہے، اور جو یہاں موجود ہو، اس کو اپنے چہرے کا رُخ کعبہ کی طرف کرنا چاہیے کیونکہ روایت ہے کہ کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو، اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ نماز کی حالت قیام میں نظر سامنے قبلہ کی طرف ہونی چاہیے، نیز قیام کا حکم سارے جسم کے لیے ہے اور چہرہ اشرف الاعضاء ہے، اس کے قیام کا حکم بہ طریق اولیٰ ہوگا اور چہرہ کا قیام اس وقت ہوگا جب چہرہ کا رُخ بیت اللہ کی جانب ہو اور یہی امام مالک کا مذہب ہے، اس کے برخلاف امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ قیام میں سجدہ کی جگہ نظر ہو، رکوع میں قدموں کی جگہ اور سجدہ میں ناک کی طرف نظر ہو''۔(48)

اس ضمن میں علامہ شامیؒ رقمطراز ہیں:

''اگر قیام میں نظر موضع سجود کی طرف ہونی چاہیے اور رکوع میں قدموں کی پشت پر اور سجدہ میں ناک کے نرم گوشے کی طرف اور بیٹھنے وقت گود میں اور سلام کے وقت کندھوں کی طرف، اس کے اطلاق کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص کعبہ کا مشاہدہ کر رہا ہو، اس کی نظر بھی ان ہی مواضع کی طرف ہو، کیونکہ اس سے مقصود خشوع ہے، جب وقصداً ان مواضع کی طرف دیکھے گا تو اس کی توجہ اِدھر اُدھر ہٹنے سے محفوظ رہے گی اور جب کہ مقصود خشوع ہے اور ان مواضع کی طرف دیکھنے سے خشوع حاصل نہ ہو تو ان سے عدول کر سکتا ہے''۔(49)

خشوع کا معنی ہے: عجز اور انکسار کرنا اور آنکھیں نیچی کرنا، اور اللہ تعالیٰ نے خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی مدح فرمائی ہے۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾[۵۰]

ترجمہ: ''بے شک ایمان والے کامیاب ہوئے۔ جو خشوع کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں''۔

اس لیے نماز کی حالت قیام میں سجدہ گاہ پر نظر رکھنا، خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے اور یہ کعبہ کی طرف چہرہ کرنے کے منافی نہیں ہے۔

اہل کتاب کو تحویل قبلہ کے برحق ہونے کا علم

یعنی یہود اور نصاریٰ کو یہ علم ہے کہ تحویل قبلہ کا یہ حکم ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہود و انصاریٰ کو کیسے یہ علم ہو گا حالانکہ یہ حکم ان کے دین میں تھا نہ ان کی کتاب میں، تو جواب یہ ہے کہ ان کو اپنی کتاب سے یہ علم تھا کہ سیدنا محمد (ﷺ) برحق نبی ہیں، آپؐ اللہ کی وحی کے سوا کوئی بات نہیں کہتے اور آپؐ کی کہی ہوئی ہر بات حق اور صواب ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ ان کو اپنے دین سے معلوم تھا کہ احکام منسوخ ہوتے رہتے ہیں اس لیے ان کو علم تھا کہ یہ حکم بھی منسوخ ہو سکتا ہے اس لیے تحویل قبلہ پر اعتراض کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی، تیسرا جواب یہ ہے کہ ان کو اپنی کتاب سے علم تھا کہ حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ کعبہ ہی تھا اور یہی اللہ کا سب سے پہلا گھر ہے اور نبی (ﷺ) کو ملت ابراہیم کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، چوتھا جواب یہ ہے کہ معجزات اور دیگر دلائل سے سیدنا محمد (ﷺ) کی نبوت ثابت ہو چکی تھی، اس لیے ان کو لامحالہ علم تھا کہ جس جانب کو آپؐ نے قبلہ قرار دیا ہے وہی قبلہ ہے، پانچواں جواب یہ ہے کہ ان کی کتاب میں تحویلِ قبلہ کا حکم بھی لکھا ہوا تھا۔

مبحثِ سوم تفسیر انوار البیان اور تفسیر تبیان القرآن میں تحویلِ قبلہ سے متعلق واقعات و مسائلِ سیرت کا تقابلی جائزہ

- ✓ تفسیر انوار البیان کے مفسرؒ نے تحویلِ قبلہ کے ضمن میں ابتداءً تفسیر الدر المنثور سے روایات نقل کیے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تحویلِ قبلہ کا واقعہ جامع الترمذی، سنن نسائی اور دیگر تفسیری اقوال کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔
- ✓ اس کے بعد مفسرؒ نے تفسیری اقوال کی روشنی میں یہ بھی واضح کیا ہے کہ سب سے پہلے جو حکمِ قرآنی منسوخ ہوا وہ تحویلِ قبلہ تھا۔
- ✓ تفسیر تبیان القرآن کے مفسرؒ نے تفسیر قرطبیؒ، صحیح بخاری اور علامہ بدر الدین عینیؒ کی شرح عمدۃ القاری کی روشنی میں قبلہ پر بحث کی ہے کہ آیا مکہ میں ابتداءً آپؐ کا قبلہ کعبہ تھا یا بیت المقدس؟ تو انہوں نے صحیح اقوال کی روشنی میں بیان کیا ہے کہ ابتداءً قبلہ بیت المقدس تھا پھر مسجد قبلتین میں یہ حکم نازل ہوا اور نبی کریم (ﷺ) نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی۔

- ✓ انہوں نے اس ضمن میں تفسیر قرطبیؒ کی روشنی میں قبلہ کے حکم کے نزول سے متعلق مختلف اوقاتِ نماز کا ذکر بھی کیا ہے۔
- ✓ تبیان القرآن کے مفسرؒ نے صحیح بخاری کی روایت سے چند مسائل کا استنباط بھی کیا جس میں انہوں نے نبی کریم (ﷺ) کی نبوت، ناسخ و منسوخ پر علماء کا اجتہاد، خبر واحد پر عمل، حکمِ منسوخیت کے علم نہ ہونے پر عتاب نہیں اور تدریجاً نزولِ قرآن کو ثابت کیا ہے۔
- ✓ تفسیر تبیان القرآن کے مفسرؒ نے کعبہ کو قبلہ بنانے کے اسرار اور استقبالِ کعبہ کے فقہی مسائل بھی ذکر کیے ہیں۔
- ✓ مفسرؒ علمائے احناف کے اقوال کی روشنی میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ کعبہ کا اولیاء اللہ کی زیارت کے لیے جانا بعید نہیں۔
- ✓ اس ضمن میں علامہ علاء الدین حصکفی حنفیؒ، علامہ ابن عابدین شامی حنفیؒ اور علامہ سید احمد طحطاوی حنفیؒ کے اقوال نقل کیے ہیں۔
- ✓ اسی طرح مفسرؒ نے حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ کا اس ضمن میں جواز ذکر کر کے جامع ترمذیؒ اور سنن ابن ماجہؒ میں مروی احادیث سے استدلال بھی نقل کیا ہے۔
- ✓ دونوں مفسرینؒ نے تحویلِ قبلہ کا واقعہ تفسیر قرطبیؒ اور صحیح بخاری کی روایات کی روشنی میں بیان کیا ہے اور دونوں نے یہ بات ثابت کی ہے کہ جس حکم کو سب سے پہلے منسوخ کیا ہے وہ رُخِ بیت المقدس ہو کر نماز پڑھنے کا ہے۔
- ✓ اسی طرح دونوں مفسرینؒ نے تفسیر ابن جریر طبریؒ میں صحابہ کرامؓ کے اقوال نقل کر کے نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی تحقیق کی ہے اور یہ بات بھی واضح کی ہے کہ اہل کتاب کو تحویلِ قبلہ کے برحق ہونے کا علم تھا۔

(حواشی و حوالہ جات <u>*References*</u>)

(1) سورۃ البقرۃ 2: 142۔

(2) سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمن بن ابی بکرؒ، تفسیر الدر المنثور، دار الفکر، بیروت، بلا سن، سورۃ البقرۃ: 142، ج 1، ص 342

(3) سورۃ البقرۃ 2: 185۔

(4) سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمن بن ابی بکرؒ، تفسیر الدر المنثور، سورۃ البقرۃ: 142، ج 1، ص 343۔

(5) آلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، سورۃ البقرۃ 2: 142، ج 1، ص 401۔

(6) سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمن بن ابی بکرؒ، تفسیر الدر المنثور، سورۃ البقرۃ: 143، ج 1، ص 353۔

(7) آلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، سورۃ البقرۃ 2: 143، ج 1، ص 406۔

(8) حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، وَأَبُو عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " لَمَّا وُجِّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الكَعْبَةِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ بِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يُصَلُّونَ إِلَى بَيْتِ المَقْدِسِ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ} [البقرة: ١٤٣] " الآيَةَ (ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ج5، ص 208، رقم الحدیث: 2964) یہ حدیث ابو داؤد میں ج5، ص 59، رقم الحدیث: 4680، مسند احمد میں ج18، ص 77، رقم الحدیث: 170، امام الطبرانی نے المعجم الکبیر میں ج11، ص 278، رقم الحدیث: 11729 کے ضمن میں نقل کی ہے۔

(9) ابن شاہین، ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان، الترغیب فی فضائل الأعمال، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1424ھ/2004ء، ج1، ص 20۔

(10) واحدی، ابوالحسن علی بن احمد بن محمد، اسباب نزول القرآن، دار الاصلاح، دمام، 1412ھ/1992ء، ج1، ص 43۔

(11) حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ إِمْلَاءً، أَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدِ بْنُ الْأَعْرَابِيِّ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ عَنْبَسَةَ أَبُو مُحَمَّدٍ (ح) وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، وَأَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا أَبُو مُحَمَّدٍ جَعْفَرُ بْنُ عَنْبَسَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ يَعْقُوبَ الْيَشْكُرِيُّ فِي نُخَيْلَةَ، ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الْمَكِّيُّ، مِنْ وَلَدِ عَبْدِ الدَّارِ، ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: " الْبَيْتُ قِبْلَةٌ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ، وَالْمَسْجِدُ قِبْلَةٌ لِأَهْلِ الْحَرَمِ، وَالْحَرَمُ قِبْلَةٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ فِي مَشَارِقِهَا وَمَغَارِبِهَا مِنْ أُمَّتِي" (بیہقی، احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1424ھ/2003ء، ج2، ص 15، رقم الحدیث: 2234) (عمرو بن حفص المکی کی تفرد کی بناپر اس حدیث پر ضعیف کا حکم لگایا گیا ہے)۔

(12) ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز، رد المحتار علی الدر المختار المعروف بہ فتاویٰ شامی، دار الفکر، بیروت، 1412ھ/1992ء، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج1، ص 428۔

(13) ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ج2، ص 171، رقم الحدیث: 342 (صحیح)۔

(14) آلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، سورۃ البقرۃ 2: 144، ج1، ص 409۔

(15) قرطبی، شمس الدین، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن المعروف بہ تفسیر قرطبی، دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، 1384ھ/1964ء، سورۃ البقرۃ 2: 142، ج2، ص 148۔

(16) بدر الدین عینی، ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد، عمدۃ القاری شرح الجامع الصحیح، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، 1348ھ/1929ء، ج1، ص 248۔

(17) بخاری، الجامع الصحیح، مطبوعہ نور محمد اصح المعابع، کراچی، 1381ھ/1961ء، ج1، ص10، 11۔

(18) بخاری، الجامع الصحیح، ج1، ص10، 11۔ عینی، عمدۃ القاری، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، 1348ھ/1929ء، ج1 ص 248۔

(19) قرطبی، الجامع الاحکام القرآن المعروف بہ تفسیر قرطبی، سورۃ البقرۃ 2: 142، ج2، ص 148، 149۔

(20) سورۃ البقرۃ 2: 143۔

(21) قرطبی، الجامع الاحکام القرآن المعروف بہ تفسیر قرطبی، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو، ایران، بلاسن، سورۃ البقرۃ 2: 142، ج2، ص 148، 150۔

(22) سورۃ البقرۃ 2:125۔

(23) سورۃ القصص 28:44۔

(24) سورۃ مریم 19:16۔

(25) سورۃ آل عمران 3:96، 97۔

(26) سورۃ المائدہ 5:97۔

(27) سورۃ طٰہٰ 20:130۔

(28) سورۃ الاسراء 17:79۔

(29) سورۃ الضحیٰ 93:5۔

(30) ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، رد المحتار علی الدر المختار، مطبوعہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1407ھ، ج1، ص286، 291۔

(31) محمد بن علی المعروف علاؤ الدین حصکفی پورا نام محمد بن علی بن محمد علاؤ الدین الحصکفی ہے یہ صاحب الدر کہلاتے ہیں امام حصکفی کی پیدائش 1025ھ بمطابق 1616ء دمشق میں ہوئی صاحب الدر المختار علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی حنفی فقہ واصول کے ماہر تھے فن تفسیر حدیث اور نحو میں ید طولیٰ رکھتے تھے فقہ کی تعلیم خیر الدین الرملی اور فخر مقدس حنفی سے حاصل کیا اپنے دور کے مشہور محدث وفقیہ جامع معقول ومنقول بلند پایہ ادیب بڑے فصیح وبلیغ تھے احناف کے بہت بڑے مفتی اور فقیہ ہیں دمشق میں حنفیہ کے افتاء کا کام انہی کے سپرد تھا 10 شوال 1088ھ بمطابق 1677ء بعمر 63 سال دمشق میں باب صغیر مقبرہ میں مدفون ہیں (زرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی، الاعلام، ج1، ص275)۔

(32) محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی المعروف بہ ابن عابدین شامی شام کے فقیہ اور فقہ حنفی کے امام تھے علامہ ابن عابدین کی پیدائش 1198ھ بمطابق 1783ء میں ہوئی آپ کا نسب نامہ حضرت علی تک جا پہنچتا ہے ان کی ولادت شام کے دار الحکومت دمشق میں ہوئی والد بچپن میں انتقال کر گئے شروع میں والد کے کاروبار میں مصروف رہے بعد میں علمی شغف میں مصروف ہو گئے محمد شاکر السالمی العمری العقاد سے علوم عقلیہ حدیث اور تفسیر پڑھی انہی کی ترغیب سے مسلک حنفی اختیار کیا اور اپنے دور کے بہت بڑے عالم و مرجع خلائق بن گئے 21 ربیع الثانی 1252ھ بمطابق 1836ء کو وصال ہوا اور جامع سنان باشا میں مقبرہ باب صغیر میں مدفون ہیں (تکملہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، بلا سن، ج25، ص199 تا 201)۔

(33) طحطاوی لقب ہے احمد بن محمد بن اسماعیل کا جو مشہور ہیں علامہ سید احمد طحطاوی سے طحطا یا طہطا اسیوط مصر میں ہے جہاں علامہ طحطاوی کی پیدائش ہوئی فقیہ عصر، محدث جید، علامہ محقق، فاضل مدقق تھے الازہر میں تعلیم حاصل کی مدت تک مصر کے مفتی اور شیخ الحنفیہ رہے در المختار کا حاشیہ ایسی تحقیق وتدقیق کے ساتھ تصنیف کیا جو بڑا مقبول ہوا اور مصر میں باوجود بڑے حجم و ضخامت کے چھپ کر مشتہر ہوا علامہ طحطاوی کی وفات 1231ھ کے بعد وقوع میں آئی (موسوعہ فقہیہ، وزارت اوقاف کویت، اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا، بلا سن، ج1، ص475)۔

(34) عمر بن محمد بن احمد بن اسمٰعیل بن محمد بن لقمان نسفی المعروف بہ مفتی ثقلین، ابو حفص، نجم الدین نسفی: نجم الدین لقب اور ابو حفص کنیت تھی ان کی ولادت 461ھ 1068ء نسف میں پیدا ہوئے اور اسی کی طرف نسبت رکھتے ہیں ابو حفص عمر نجم الدین نسفی عالم مفسر مؤرخ اور فقہا حنفیہ سے تعلق رکھتے ہیں انہی مفتی الثقلین کہا جاتا ہے ان کی تصانیف 100 کے قریب ہیں ان کی 537ھ 1142ء میں سمرقند میں وفات پائی (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج22، ص270)۔

(35) علامہ زین العابدین یا زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن بکر المصری الحنفی ہے آباء واجداد میں کسی کا نام نجیم تھا اس وجہ سے ان سے منسوب ہو کر ابن نجیم کہلائے ان کی ولادت 926ھ میں قاہرہ میں ہوئی فقہ حنفی کے بہت بڑے فقیہ ہیں اصول فقہ کے بڑے ماہر، عالم محقق اور کثیر التصانیف ہیں فقہ حنفی کے صاحب اصول اور صاحب تالیف ہیں وفات آپ کی بقول سید احمد حموی اور مصنف رسائل زینیہ ماہ رجب 970ھ بمطابق 1562ء میں ہوئی (موسوعہ فقہیہ، وزارت اوقاف کویت، جینوین پبلیکیشنز نیو دہلی، انڈیا، بلا سن، ج1، ص441)۔

(36) حصکفی، علاء الدین محمد بن علی بن محمد، در مختار علی ہامش رد المختار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1407ھ/1986ء، ج2، ص630۔ ابن عابدین، محمد امین، رد المختار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1407ھ/1986ء، ج2، ص630۔ طحطاوی، سید احمد طحطاوی، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، دار المعرفۃ، بیروت، 1395ھ/1975ء، ج2، ص139۔

(37) اشرف علی تھانویؒ 5 ربیع الثانی 1280ھ بہ مطابق 9 ستمبر 1863ء کو پیدا ہوئے ان کے والد شیخ عبد الحق ایک مقتدر رئیس صاحب نقد و جائیداد اور ایک کشادہ دست انسان تھے فارسی میں اعلیٰ استعداد کے مالک اور بہت اچھے انشاء پرداز تھے اس طرح یہ ایک عالی خاندان تھا جہاں دولت وحشمت اور زہد وتقویٰ بغل گیر ہوتے تھے والد نے ان کی تربیت بڑے ہی پیار و محبت سے کی تربیت میں اس بات کو خاص اہمیت دی کہ برے دوستوں اور غلط مجالس سے آپ دور رہے آپ کی طبیعت خود بھی ایسی واقع ہوئی تھی کہ کبھی بازاری لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلے بچپن سے مزاج دینی تھا 12 سال کی عمر میں پابندی سے نماز تہجد پڑھنے لگ گئے

تھے ایک بھارتی دیوبندی حنفی عالم، صوفی، چشتی مرشد اور بیان القرآن اور بہشتی زیور جیسی کئی کتابوں کے مصنف تھے تھانوی کا انتقال؛ 16 رجب 1362ھ م 20 جولائی 1943ء کو 83 سال، 3 ماہ، 11 دن کی عمر میں ہوا ان کی نماز جنازہ ظفر احمد عثمانی نے پڑھائی اور وہ تھانہ بھون کے قبرستان میں مدفون ہیں (مجذوب، عزیز الحسن و عبد الحق، اشرف السوانح، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، 1427ھ/2006ء، ج1، ص32، 45، ج4، ص78)۔

(38) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ، وَالجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ أَوْفَى بْنِ دَلْهَمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المِنْبَرَ فَنَادَى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ، فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ، لَا تُؤْذُوا المُسْلِمِينَ وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ المُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ» قَالَ: وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى البَيْتِ أَوْ إِلَى الكَعْبَةِ فَقَالَ: «مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللَّهِ مِنْكِ»: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، وَرَوَى إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّمَرْقَنْدِيُّ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، نَحْوَهُ، وَرُوِيَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هَذَا (ترمذی، جامع الترمذی، ج4، ص378، رقم الحدیث: 2032 حسن صحیح)۔

(39) حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ أَبِي ضَمْرَةَ نَصْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَيْسٍ النَّصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، وَيَقُولُ: «مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكِ، مَالِهِ، وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا» (قزوینی، ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ج2، ص1297، رقم الحدیث: 3932 حکم الالبانی، ضعیف)۔

(40) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ، قُمْتُ فِي الْحِجْرِ، فَجَلَا اللهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ» (مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج، ج1، ص156، رقم الحدیث: 170)۔

(41) هَوْذَةُ بْنُ خَلِيفَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي أَصْبَحْتُ بِمَكَّةَ , قَالَ: فَظِعْتُ بِأَمْرِي وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيَّ , فَقَعَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَزِلًا حَزِينًا فَمَرَّ بِهِ أَبُو جَهْلٍ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْهِ فَقَالَ كَالْمُسْتَهْزِئِ: هَلْ كَانَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ نَعَمْ , قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: أُسْرِيَ بِي اللَّيْلَةَ قَالَ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ: قَالَ: ثُمَّ أَصْبَحْتُ بَيْنَ أَظْهُرِنَا؟ قَالَ: نَعَمْ , فَلَمْ يُرِدْ أَنَّهُ يُكَذِّبُهُ مَخَافَةَ أَنْ يَجْحَدَ الْحَدِيثَ إِنْ دَعَا قَوْمَهُ إِلَيْهِ , قَالَ: أَتُحَدِّثُ قَوْمَكَ مَا حَدَّثْتَنِي إِنْ دَعَوْتُهُمْ إِلَيْكَ؟ قَالَ: نَعَمْ , قَالَ , هَيَّا مَعْشَرَ بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ هَلُمَّ , قَالَ: فَتَنَقَّضَتِ الْمَجَالِسُ فَجَاءُوا حَتَّى جَلَسُوا إِلَيْهِمَا فَقَالَ: حَدِّثْ قَوْمَكَ مَا حَدَّثْتَنِي , قَالَ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي أُسْرِيَ بِي اللَّيْلَةَ , قَالُوا: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ , قَالُوا: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ , قَالَ: فَمِنْ بَيْنِ مُصَفِّقٍ وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعٍ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مُتَعَجِّبًا لِلْكَذِبِ زَعَمَ , وَقَالُوا: أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ؟ قَالَ: وَفِي الْقَوْمِ مَنْ سَافَرَ إِلَى ذَلِكَ الْبَلَدِ وَرَأَى الْمَسْجِدَ , قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَهَبْتُ أَنْعَتُ لَهُمْ , فَمَا زِلْتُ أَنْعَتُ حَتَّى الْتَبَسَ عَلَيَّ بَعْضُ النَّعْتِ , فَجِيءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ حَتَّى وُضِعَ دُونَ دَارِ عُقَيْلٍ أَوْ دَارِ عِقَالٍ , فَنَعَتُّهُ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ , فَقَالَ الْقَوْمُ: أَمَّا النَّعْتُ فَوَاللَّهِ لَقَدْ أَصَابَ "(ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم، مصنف ابن ابی شیبہ، مکتبۃ الرشد، ریاض، 1409ھ/1988ء، ج7، ص334، رقم الحدیث: 36572)۔

(42) تھانوی، اشرف علی، بوادر النوادر ملخصاً، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1964ء، 135 تا 137۔

(43) آپ کا نام عبد اللہ، کنیت ابو محمد، لقب عفیف الدین، ابو السعادات اور ابو البرکات تھا آپ کی ولادت 698ھ کو عدن یمن میں ہوئی آپ نے کثیر علماء سے اخذ علوم کیا آپ امام شافعیؒ کے خلفاء میں شمار کیے جاتے ہیں شیخ ابو عبد اللہ البصالؒ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کیا آپ کا وصال 21 جمادی الثانی 768ھ، بمطابق فروری 1367ء کو ہوا مکہ مکرمہ میں حضرت فضیل بن عیاضؒ کے پاس مدفون ہوئے (ابن قاضی شہبۃ، ابو بکر بن احمد بن محمد، طبقات الشافعیہ، عالم الکتب، بیروت، 1407ھ/1986ء، ج3، ص94)۔

(44) یافعی، عبد اللہ بن سعد، روض الریاحین فی حکایات الصالحین، مطبع مصطفی البابی واولادہ، مصر، بلا سن، ص23۔

(45) طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تأویل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1420ھ/2000ء، سورۃ البقرۃ: 144، ج 3، ص 172۔

(46) ایضاً، ص 173۔

(47) حصکفی، علاء الدین محمد بن علی بن محمد، در مختار علی ہامش رد المختار، ج 1، ص 287۔

(48) قرطبی، الجامع الاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)، سورۃ البقرۃ 2: 144، ج 2، ص 159۔

(49) ابن عابدین، محمد امین، رد المختار، ج 1، ص 221۔

(50) سورۃ المؤمنون 23: 1، 2۔